اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

پارہ سولھواں

مفسر

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی

خلف الرشید

شیخ التفسیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

نعیمی کتب خانہ

مفتی احمد یار خان روڈ ○ چوک پاکستان ○ گجرات

نام کتاب ——— اشرف التفاسیر۔ تفسیر نعیمی پارہ سولہواں

نام مصنف ——— صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان۔ ابن حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان بدایونی (یوسف زئی)

نام ناشر ——— نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان، مفتی احمد یار خان روڈ

نام پریس ——— لاہور پاکستان

پہلی بار طبع ——— تاریخ سنہ ۱۹۹۶ء ۱/۱۱

تعداد ——— ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

کل صفحات ——— ۱۰۳۳

تصحیح نظر ثانی کنندگان ——— (۱) مصنف (۲) صاحبزادہ محمد عبد القادر (۳) مولنا نذیر احمد صاحب مغل راجوروی۔ باغ باوا گجرات سیلز مینیجر نعیمی کتب خانہ گجرات

کتابت ——— سیف اللہ شاہد خوشنویس آف کیلیانوالہ

قیمت کتاب فی عدد ———

بائنڈر ———

علیہ السّلام جیسا کچھ دنوں کے لیے بنی اسرائیل سے جدا ہوئے تب فتنہ آیا اور جو بنی اسرائیل قلباً ذہناً وعقیدتاً بھی موسیٰ علیہ السّلام سے جدا ہو گئے وہ فتنے میں مبتلا و ملوث ہو کر دین دنیا میں برباد ہو گئے لیکن بارہ ہزار بنی اسرائیل کو ذہنی قلبی قربت موسیٰ علیہ السّلام حاصل رہی وہ ابتلاء گمراہی سے محفوظ رہے اور بچا لیے گئے۔

احکام القرآن

ان آیاتِ پاک سے چند فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کا انتہائی ادب احترام کرنا کرانا ہر انسان جن و ملک پر فرض یہاں تک کہ انبیاءِ کرام علیہم السّلام پر بھی فرض ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اسماءِ پاک آیاتِ قرآنیہ الفاظِ احادیث۔ کلام اللہ کی کتابیں سپارے قاعدے ان سب کا ادب احترام ہر مسلمان پر اشد فرض ہے ان کو زمین پر ڈالنا پھینکنا۔ یا جوتوں پر رکھنا یا لکھنا سخت ترین ہر ایک پر حرام ہے۔ اگرچہ جوتہ نیا ہو یا کسی جوتی کا نقشہ ہو کسی بھی معزز و محترم شخص کی نعلین ہو وہ شخصیت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے زیادہ معزز نہیں ہو سکتی۔ نیز جو چیز قرآن مجید رکھنے کے لیے بنائی گئی ہو مثلاً رحل، تپائی چھوٹی میز اس پر کسی بھی حالت میں کسی بھی شخص کو پاؤں رکھنا جائز نہیں اور جو چیز پاؤں رکھنے کے لیے بنائی گئی ہو یا جس پر ایک دو بار قدم رکھے گئے ہوں اس پر قرآن پاک حدیث پاک رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں یہ مسئلہ فقہاءِ احناف۔ غَضْبَانَ اَسِفًا کی تفصیلی تفسیر سے مستنبط فرماتے ہیں اس کی تفصیل سورۃِ اعراف آیت ۱۵۰ تا ۱۵۳ میں اس طرح ہے کہ پہلے فرمایا۔ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا پھر فرمایا گیا۔ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ۔ پھر فرمایا گیا۔ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ۔ یہی واقعہ یہاں سورۃ طٰہٰ میں اجمالاً ہے فرمایا یہ جا رہا ہے کہ حضرتِ موسیٰ نے توریت شریف کی مقدس تختیاں بیخودی کی مجذوبانہ حالت میں پھینکی تھیں وَلَمَّا سَكَتَ۔ اور جب یہ بے خودی کی غصہ ورانہ غضب ناک حالت ختم ہوئی تو اپنی اس خطا کا احساس فرماتے ہوئے فوراً ایک دم وہ تختیاں اٹھائیں اور بہت ادب فرمایا۔ آج کل پاکستان میں بعض حمقا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین شریفین کا نقشہ چھاپتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پاک اور بسم اللہ شریف لکھتے ہیں۔ یہ حرام اور گناہِ عظیم بے ادبی گستاخی ہے اللہ تعالیٰ ہی ان شیطانی حرکتوں سے بچانے ہدایت دینے والا ہے اور حماقت کی حد یہ ہے کہ بعض ان پڑھ مرتبین نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے فتاویٰ رضویہ میں اس کا جواز گھسیڑ دیا ہے

یہ بدترین تخریب کاری اور خیانتِ مذمومہ ہے۔ بیخودی کی حرکات و افعال کا حکم باخودی کی حالت پر نہیں لگایا جاسکتا بیخودی میں جن کاموں پر معافی مل جاتی ہے باخودی میں ان پر ضرور سزا ملے گی اسی طرح بعض شیعہ کا یہ کہنا کہ امام حسین بچپن میں قرآن مجید پر پیر رکھ کر کھڑے ہو گئے تھے اور نبی کریم نے یہ کہہ کر جائز قرار دیا تھا کہ قرآن پر قرآن چڑھا ہے۔ یہ بات سراسر کذب بیانی ہے ان پر ضرور سزا ملے گی دیکھو اعلیٰ حضرت بریلوی سجدۂ تعظیمی کو حرام فرماتے ہیں آپ نے مستقل ایک رسالہ اس کی حرمت پر تصنیف فرمایا۔ مگر بیخودی والے مجذوب و مجنوں لوگوں کے لیے آپ کا نظریہ ارشاد ہے کہ۔

بیخودی میں سجدۂ در یا طواف ؂ جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

اِس فرق کو شریعت نے بھی ملحوظ رکھا ہے۔ دوسرا مسئلہ شرک کی بہت سی قسمیں ہیں اور دنیا بھر کے کفار مختلف قسم کے شرک میں مبتلا ہیں یہ بھی شرکِ جلی اور کفرِ عظیم ہے کہ رب تعالیٰ کو رب مان کر پھر کسی چیز یا کسی شخص میں ربانی قوتیں قدرتیں تسلیم کی جائیں یا یہ کہا جائے کہ فلاں میں رب بولتا ہے۔ رب اس میں حلول کر گیا ہے یہ سخت بدعقیدگی اور بُت پرستی ہے۔ یہ مسئلہ اَلَمْ یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا سے مستنبط ہوا۔ کہ دیکھو۔ بنی اسرائیل کو سامری نے مرتد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و الٰہیت کا منکر نہ بنایا تھا نہ خود منکر تھا بلکہ اُس نے یہی عقیدہ بنایا پھیلایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس بچھڑے میں سما گیا ہے حلول کر گیا ہے۔ اللہ ربِّ اکبر ہے یہ بچھڑا ربِّ اصغر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے اَلَمْ یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ سن کر انکار نہ کیا تھا آج بہت سے سجدہ کرانے والے گمراہ پیر اپنے مریدوں کے ذہن میں یہی بات ڈالتے ہیں کہ رب ہمارے اندر سما گیا ہے اس لیے ہمیں تعظیمی سجدہ کرو (معاذ اللہ)۔ یہی عقیدہ شیعوں کا حضرت علی کے متعلق ہے اللہ ہم سب مسلمانوں کو اس بدعقیدگی سے بچائے رکھے اور اُن کو ہدایت دے۔ تیسرا مسئلہ۔ بعض صوفیا نے لکھا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اُس سے اُن کی مراد انبیاءِ کرام علیہم السلام کی اپنی ولایتِ قرب ہے یعنی ان کی اپنی ولایت جو ان کو بارگاہِ قرب میں حاصل ہے وہ ان کی اپنی نبوت سے افضل ہے اس لیے کہ ہر نبی کو بارگاہِ الٰہی سے تین مقام عطا ہوتے ہیں ۱ مقامِ نبوت ۲ مقامِ رسالت ۳ مقامِ ولایت۔ مقامِ ولایت کا معنیٰ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا متوجہ اِلَی اللہ۔ استغراق فی اللہ تعلق باللہ ہونا۔ مقامِ نبوت سے مراد ہے تعلق بالامت کہ اللہ سے لے کر بندوں کو دینا اللہ تعالیٰ

کی غیب کی خبریں بندوں کو سنانا جنت دوزخ عذاب ثواب بتانا۔ اور مقامِ رسالت سے مراد ہے۔ نبی کو شریعت اور کتاب کلام ملنا حضرت مجدد الفِ ثانی نے فرمایا کہ شرعاً نبوت کا مقام ولایت سے کروڑوں درجہ بلند ہے حضرت مولیٰ علیؓ جیسے سرکار ولایت صحابی بھی حضرت خضر علیہ السّلام صاحب طریقت نبی کے درجہ و مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ دونوں اقوال کی مطابقت اس طرح ہے کہ قولِ صوفیا میں نبی کی ولایت مراد ہے اور قولِ مجدد علیہ الرحمۃ میں غیر نبی کی ولایت مراد ہے حضرت مجددؒ کی دلیل یہ ہے کہ ولایت نام ہے تجلیاتِ صفاتیہ سے قربِ روحانی اور نبوت نام ہے تجلیاتِ ذاتیہ سے قربِ روحانی ولی کتنا بھی بڑا مقام پائے مگر اُس کا عروج صفاتِ الٰہیہ تک ہوگا نہ کہ ذاتِ الٰہیہ تک خواہ خلفاءِ اربعہ ہوں یا غوثِ پاک جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین لیکن انبیاءِ کرام کا عروجِ روحانی ذاتِ الٰہی تک ہوتا ہے اور سردارِ انبیاء کا عروجِ جسمانی ذاتِ الٰہی تک ہوتا ہے اسی لیے طور پر لَنْ تَرَانِیْ ہوا۔ لامکان پر مَنْ رَاٰنِیْ ہوا۔ طور پر تجلیِ صفت ڈالی گئی تو طور پھٹ کر ٹکڑے ہوا مگر موسیٰ صرف بیہوش ہوئے آپ کا کپڑا بھی نہ پھٹا۔ لہٰذا بعض تفضیلی شیعہ بناوٹی سنی مقررین کا یہ کہنا کہ مولیٰ علیؓ پیر ہیں خضر علیہ السّلام کے یہ اُنکا اپنا ذاتی گمراہانہ قول ہے شریعت طریقت اور سنیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ مِنْۢ بَعْدِكَ سے مستنبط ہوا کہ یہاں نبوتِ موسیٰ کا ذکر ہے اور پہلے عَجِلْتُ اِلَیْكَ میں ولایتِ موسیٰ کا ذکر ہوا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

اعتراضات

یہاں چند اعتراض کئے جاتے ہیں پہلا اعتراض۔ یہاں پہلے فرمایا گیا اِنَّا قَدْ فَتَنَّا۔ ہم نے فتنے میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا گیا اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ سامری نے قوم کو گمراہ کیا۔ فتنے کی نسبت رب کی طرف اور گمراہی کی نسبت سامری کی طرف کیوں کی گئی؟ جواب۔ اس لیے کہ فتنے کی نسبت اظہارِ مُسَبِّب ہے اور گمراہی کی نسبت اظہارِ اسباب ہے یعنی قوم کے گمراہ ہونے کے مسببات اللہ تعالیٰ کا ارادہ اُس کی قدرت اور بچھڑے کی تخلیق ہے۔ افعالِ الٰہی (تقدیر و تخلیق) مسبّب تھے اور گمراہی کی نسبت اظہار اسباب سامری نے اپنی تدبیر تصنیع اور تقریر سے ورغلا کر مہیا کئے سامری نے بچھڑے کا بے جان دھڑ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں جان ڈال کر جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ بنا دیا۔ لہٰذا آزمائش رب تعالیٰ کی طرف سے اور گمراہی سامری کی طرف سے۔ دوسرا اعتراض۔ یہاں قَدْ فَتَنَّا کا ذکر پہلے فرمایا گیا اور اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ کا ذکر بعد میں فرمایا گیا حالانکہ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ سبب ہے اور